© rasailojaraid.com

# شریعت میں واقعاتی شہادت کی حیثیت

(جناب ڈاکٹر عبدالواحد جامعہ مدنیہ لاہور)

## مترادفات ، واقعاتی شہادت اور اعتبار قرائن

چونکہ فقہاء کے کلام میں عام طور پر قرائن و قرینہ یا دلالت حال جیسے الفاظ ملتے ہیں اس لئے دئے گئے مضمون میں بجائے واقعاتی شہادت کے قرینہ وغیرہ کے الفاظ آئیں گے۔

### قرینہ

**باعتبار لغت:** محض مقارنت و مصاحبت کی بناء پر جو امر کسی شے پر دلالت کرے ایسے امر کو قرینہ کہتے ہیں بالفاظ دیگر یہ وہ امر ہے جو مقصود کی طرف اشارہ کرے۔

**باعتبار اصطلاح فقہاء:** قرینہ بمعنی امارت، نشان یا علامت وہ امر ہے جس کے علم سے مدلول کے وجود کا ظن و گمان حاصل ہوتا ہے، مثلاً بارش کی نسبت سے بادل اور بادل کے علم سے بارش کے وجود کا ظن و گمان حاصل ہوتا ہے۔

فقہاء نے قرینہ کی کوئی کامل تعریف نہیں کی جس کی وجہ شاید اولاً یہ ہو کہ انہوں نے قرینہ کو الگ سے موضوع بحث نہیں بنایا اور ثانیاً یہ کہ یہ اپنے معنی و مراد میں خود واضح ہے۔ البتہ فقہاء کے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قرائن وہ علامات معلومہ (معلوم نشانیاں و آثار) ہیں جو غیر معلوم امور پر دلالت کرتی ہیں۔

"مجلۃ الاحکام العدلیہ" کے مادہ ۱۷۴۱ پر قرینہ قاطعہ کی تعریف یوں ہے۔

ھی الامارۃ البالغۃ حد الیقین (حد یقین تک لے جانے والی علامت)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۲ مصطفیٰ زرقا: قرینہ ہر وہ ظاہری علامت ہے جو کسی مخفی شے کے ساتھ ساتھ پائی جاتی ہو اور اس مخفی شے پر دلالت کرتی ہو۔

## قرینہ کے شرائط

وہ قرینہ کہ جس پر اعتماد جائز ہے درج ذیل شرائط رکھتا ہے:

۱۔ ایک امر ظاہر و معروف ایسا پایا جائے کہ بوجہ اس کی صفات و علامات کے اس کو استدلال کے لئے اساس بنایا جا سکے۔

۲۔ امر ظاہر اور اس سے ماخوذ قرینہ کے درمیان ایک تعلق پایا جائے۔ یہ تعلق اگرچہ مختلف حالتوں میں بدلتا رہتا ہے لیکن یہ شرط ضرور ہے کہ وہ قوی ہو اور صحت مند اساس پر قائم ہو مجرد وہم و خیال پر مبنی نہ ہو کیونکہ اس سے حاصل شدہ علم کو شہود (گواہوں) سے حاصل شدہ علم کے مماثل ہوتا ہے۔

رابطے کی اسی قوت و ضعف کے اعتبار سے قرائن کی دو قسمیں بنتی ہیں، قویہ اور ضعیفہ اور یہ اس وجہ سے کہ قرائن کی اپنے مدلولات پر دلالت قوت اور ضعف میں بہت زیادہ متفاوت ہوتی ہے۔ کبھی تو قوت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ قرینہ قطعیت کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور قرینہ قاطعہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ "مجلۃ الاحکام" کی دی گئی تعریف سے ظاہر ہوا اور کبھی وہ دلالت اتنی ضعیف اور رابطہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ قرینہ محض ایک احتمال کے درجے میں ہوتا ہے۔

اثبات دعویٰ کے طرق اور قضاء میں قرائن ضعیفہ کو کوئی مقام حاصل نہیں لہٰذا اقتصار صرف ان قرائن قویہ پر ہے جو ظن قوی کا فائدہ دیتے ہیں اس حیثیت سے کہ امور باطنہ میں سے کسی امر پر دلالت کرنے والی خود اس امر کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

امور باطنہ وہ مخفی حقائق ہیں جن پر اطلاع باوجود احکام میں ان کی تاثیر کے دشوار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے۔ اور چونکہ شارع کی جانب سے تکلیف مالایطاق نہیں دی جاتی۔ لہٰذا واقع میں ان مخفی حقائق کی حقیقت کی بحث و تفتیش کی تکلیف نہیں دی گئی بلکہ ان کے دلائل یعنی دلالت کرنے والے امور پر اکتفاء کر لیا گیا اور احکام ان دلائل کے ساتھ منضبط کر دیئے گئے کہ اگر وہ دلائل پائے جائیں تو حکم بھی آئے گا ورنہ حکم بھی نہ ہو گا مثلاً آلۂ قتل کا استعمال دلیل ہے قصد قتل پر)

قرینہ اور اس کے مدلول کے درمیان نسبت و رابطہ کبھی تو عقلی ہوتا ہے اور کبھی عرفی۔ اسی اعتبار سے قرائن بھی عقلیہ اور عرفیہ میں منقسم ہوتے ہیں۔

قرائن عقلیہ، وہ قرائن ہیں کہ ان کے اور ان کے مدلولات کے درمیان ایسی نسبت ہوتی ہے جس کا ہر حال میں استنتاج عقل کرتی ہے مثلاً میت کے جسم پر زخم کا وجود اس کے دھاردار آلے سے قتل کئے جانے پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان دو کے درمیان نسبت و رابطہ محض عقلی ہے۔

قرائن عرفیہ، وہ قرائن ہیں کہ ان کے مدلولات کے درمیان نسبت عادتاً و عرف پر مبنی ہوتی ہے اور عادت و عرف کی تبدیلی سے یہ نسبت خود بھی بدلتی رہتی ہے مثلاً عیدالاضحیٰ سے کچھ قبل کسی مسلمان کا بکری خریدنا بوجہ عرف و عادت دلالت کرتا ہے قربانی کی نیت پر۔ لہٰذا اس میں یہ بات ملحوظ ہوگی کہ وہ جانوران تمام عیوب سے مبرا ہو جو اس کے جواز ذبح میں مانع ہیں ورنہ وہ جانور اس کے مالک پر لوٹا دیا جائے گا۔

قرائن کے انواع، مختلف اعتبارات سے قرائن کے کئی انواع بنتے ہیں۔

قوت و ضعف کے اعتبار سے۔

۱۔ قرینہ اتنا قوی اور مستقل ہو کہ کسی اور دلیل کی احتیاج نہ ہو۔ اسی کو "بینہ نہائیہ" اور "قرینہ قاطعہ" بھی کہتے ہیں۔ مثلاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۱- ایک لی مکان سے ایک خوفزدہ اور دہشت زدہ شخص ہاتھ میں خون آلود چھری لئے ہوئے نکلا اور مکان میں اس وقت ایک ذبح شدہ لاش پائی جائے تو اس شخص کے قاتل ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں ہوگا۔ لے

دبعض فقہاء کے نز

۲- حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک خلوت استحقاق مہر پر قرینہ قاطعہ ہے۔

۳- شب زفاف میں کسی عورت کو بنا سنوار کر حجرہ عروسی میں لانا قرینہ قاطعہ ہے زوج کے لئے اس کے ساتھ ہمبستری کے جواز پر

ب- قرینہ ترجیح و تاکید اور تقویت کا باعث ہو۔

مثلاً گھر کے ساز و سامان کے بارے میں میاں بیوی کا تنازعہ، دونوں کا قبضہ ثابت ہو تو ایسی صورت میں کسی چیز کا زوجین میں سے کسی ایک کے مناسب اور لائق استعمال ہونا اس کے قول و دعوئے کی ترجیح و تقویت پر قرینہ ہے۔

ج- قرینہ مرجوح اور کمزور ہو تو یہ محض احتمال کے درجے میں ہے۔ اثبات دعوئے اور قضاء میں اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

مثلاً قبضہ ایک دلیل و قرینہ ہے لیکن اگر کوئی اور زیادہ قوی دلیل اس کے بالمقابل پائی جائے تو پھر اس کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک شخص کے سر پر عمامہ ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک عمامہ ہے۔ ایک اور شخص اس کے پیچھے ننگے سر دوڑ رہا ہے۔ حالانکہ ننگے سر چلنا اس کی عادت نہیں ہے۔ تو ننگے سر نہ چلنے کی عادت ہونا یہ قرینہ زیادہ قوی ہے اور مقدم ہے آگے دوڑنے والے شخص کی دلیل قبضہ پر۔

---

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



...صدر و ماخذ کے اعتبار سے:

...۔ قرائن نصّیہ: یہ وہ قرائن ہیں جن پر کتاب وسنت کی کوئی نص وارد ہوئی ہو اور شارع نے اس کو کسی شیٔ معین پر علامت بنایا ہو۔

مثلاً خون قرینہ ہے قتل پر یوسف علیہ السلام کے قصہ میں وجاء وا علی قمیصہ بدم کذب۔

طلب اذن پر کنواری کی خاموشی وسکوت قرینہ ہے اس کی رضامندی پر اور فراش" علامت وقرینہ ہے خاوند کی طرف بچے کی نسبت پر۔

ب۔ قرائن فقہیہ: فقہاء نے بعض قرائن کا استخراج کیا اور ان کو بعض دوسرے امور پر دلیل بنایا ہے اسی طرح قضاۃ نے بھی بہت سے ایسے قرائن کا استنباط کیا، دعاوی میں ان سے استدلال کیا اور کتب فقہ میں انکا ذکر کیا ہے قاضی اگر مجتہد نہ ہو تو اس کے لیے ان قرائن کے بموجب فیصلہ کرنا لازم ہو گا۔

ح۔ قرائن قضائیہ: ممارست قضاء اور معرفت احکام سے قاضی کو ایک ملکہ حاصل ہو جاتا ہے جس کی مدد سے وہ اپنی ذکاوت، فراست اور فطانت سے قرائن کا استنباط کرتا اور اپنے فیصلوں میں ملحوظ رکھتا ہے۔

...ائن کی مشروعیت | قرآن وسنت میں "بینۃ" کا لفظ وارد ہوا ہے؛[1]

بہت سے فقہاء کی رائے ہے کہ "بینۃ" سے مقصود شہادۃ شہود ہے۔ ان کی ...ایہ ہے کہ اکثر مواضع پر "بینۃ" سے شہود ہی مراد ہیں۔ پس زنا میں قول خداوندی ...د ہوا، لولاجاؤ علیہ باربعۃ شہداء فاذ لم یأتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ

---

...کتاب علم القضاء، ج ۱، ص ۹۸ میں احمد حصری رقمطراز ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



هم الکٰذبون۔ (سورۂ نور)

ترجمہ: کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے۔

سنت و حدیث ... جب ہلال بن امیہؓ نے اپنی بیوی پر زنا کا الزام رکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البینة أو حد فی ظهرك (یا تو گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی) اس کی تفسیر چار مردوں کی شہادت کی گئی ہے اسی طرح اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ ایک اور شخص کے ساتھ اپنا جھگڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بینتك اریمینه اور ایک روایت میں شاهداك اویمینه یہاں بھی بینہ سے مراد شہود ہیں۔

اور بعض فقہاء کی رائے ہے کہ بینہ محض شہادت شہود میں منحصر نہیں بلکہ یہ تو بینات شرعیہ کی انواع میں سے محض ایک نوع ہے۔ ان کے نزدیک البینة هی کل ما یبین الحق و یظهره (بینہ ہر وہ چیز ہے جو حق کو کھول دے اور اسے ظاہر کر دے) اور بینہ مدعی کی اپنے دعوے پر دلیل و حجت کا نام ہے۔) ان کے نزدیک بینہ سے محض شہادت شہود مراد لینا ایک بے سند بات ہے بلکہ قرآن و سنت میں اس سے مراد صحت دلیل و برہان ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک البینة علی المدعی سے یہ مراد ہے کہ مدعی پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے کی تصحیح اقامت دلیل کے ساتھ کرے تاکہ اس کے حق میں فیصلہ کیا جا سکے اور یقیناً دو گواہ بھی بینہ ہی میں سے ہیں ۔۔۔ بینہ کی مراد میں تعمیم کے مجوزین میں سے علامہ ابن قیم جوزیہ بھی ہیں جنہوں نے

لہ سورۃ النور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اپنی کتاب "الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ" میں بنیات شرعیہ کی چھبیس اقسام گنوائی ہیں اپنی اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں،

"پس شارع نے قرائن وامارات اور دلائل احوال کو لغو نہیں ٹھہرایا بلکہ جس نے بھی شریعت کا استقصاء اس کے ماخذ میں کیا ہے اس نے شریعت کو ان کے معتبر ہونے کا گواہ اور ان پر احکام کو مرتب کرنے والا پایا ہے"۔[1]

خود اثبات کے وسائل قرائن کا سہارا لیتے ہیں بلکہ شہادت بھی تو ایک خبر ہی ہے جو صدق وکذب دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ ہم اس میں صدق کے احتمال کو ایک قرینہ کی بنا پر ترجیح دیتے ہیں اور وہ قرینہ یہ ہے کہ اولاً تو شاہد اس کے ذریعے سے اپنے لیے کوئی نفع کی صورت پیدا نہیں کر رہا اور ثانیاً خود اس کا عقیدہ بھی اس کا تقاضا کر رہا ہے کہ سچی اور صحیح شہادت کی ادائیگی ہونی چاہیے۔

اسی طرح اقرار بھی ایک خبر ہے لیکن اس کے احتمال صدق کو جو کہ یقین کے درجے کے قریب تک پہنچ گیا ہے، اس قرینہ کی بنا پر ترجیح دی جاتی ہے کہ یہ باوجود انسان کے حُبِ مال اور حُبِ نفس کے اس کے اپنے ہی خلاف ایک خبر ہے۔

غرض فقہاء فی الجملہ قرائن سے استمداد پر متفق ہیں اگرچہ تفصیل میں اختلاف کرتے ہیں۔

## قضاء بالقرائن کی مشروعیت

اثبات بالقرائن کی مشروعیت پر فقہاء کے دو مختلف قول ہیں۔

**اوّل:** قضاء بالقرائن جائز ہے ــــ اس کی صراحت حنابلہ میں سے ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ نے، حنفیہ میں سے بدرالدین ابن الغرسؒ، زیلعیؒ، ابن عابدینؒ، اور طرابلسی نے،

---

[1] الطرق الحکمیہ / ص ۱۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور مالکیہ میں سے ابن فرحونؒ ابن جزیؒ اور عبدالمنعم بن الفرسؒ نے کی ہے۔

اور دلالۃً اس کا قول اکثر فقہاء نے کیا ہے جیسا کہ ابن القاسم العنسی الیمانی الزیدیؒ نے اس کی تصریح کی ہے۔ بقیہ فقہاء نے اثبات بالقرائن سے تعرض ہی نہیں کیا نہ اثباتاً نہ نفیاً۔ البتہ تفتیش و تحقیق کے بعد معلوم ہوگا کہ انہوں نے بھی بہت سے قرائن و علامات کا استنباط و استخراج کیا ہے اور اپنی کتب میں ان کا ذکر کیا ہے۔

**ثانی،** قضاء بالقرائن جائز نہیں ـــ اس کی صراحت خیرالدین رملی، ابن نجیم مصری اور صاحب تکملہ رد المحتار علی الدر المختار نے کیا ہے۔

**دلائل، مجوزین کے دلائل:**

۱۔ وجاءو علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولت لکم انفسکم امراً فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ۝

ترجمہ: "اور لائے اس کے کُرتے پر لہو لگا کر جھوٹ۔ کہا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات۔ اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو۔"

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے قمیص پر لہو کو اپنی سچائی کے لیے علامت بنایا یہ ایک قرینہ تھا۔ لیکن اس کے معارض ایک اور قوی تر اور زیادہ ظاہر قرینہ تھا اور وہ یہ کہ قمیص سالم تھی۔ پس یعقوب علیہ السلام نے ان کے کذب پر سلامتی قمیص سے استدلال کیا۔ ان کے قرینہ اول کو رد کرنے اور قرینہ ثانی کو اخذ کرنے کی دلیل وہ روایت ہے جس میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

---

۱؎ سورہ یوسف: آیت ۱۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



متیٰ کان الذئب حلیما یا کل یوسف ولا یخرق قمیصہ۔

ترجمہ: بھیڑیا کب اتنا حلیم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو کھالے اور ان کی قمیض کو نہ پھاڑے۔

تفسیر قرطبی میں قرطبی رحمہ اللہ نے لکھا" ہمارے علماء نے کہا کہ جب انہوں نے خون کو اپنی سچائی کی علامت بنانا چاہا تو اللہ تعالےٰ نے اس علامت کے ساتھ ایک ایسی علامت کردی جو اول کے معارض تھی اور وہ تھی دانتوں سے قمیض کا سالم رہ جانا کیونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو تو پھاڑ کھائے اور ان کی پہنی ہوئی قمیض کو سالم چھوڑ دے۔ علامہ قرطبی نے یہ بھی کہا کہ" فقہاء نے اس آیت سے مسائل فقہ یعنی قسامت وغیرہ میں امارات سے کام لینے پر استدلال کیا ہے اور ان کا اجماع ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کے کذب پر سلامتیٔ قمیض سے استدلال کیا ——— اور اسی طرح نظر و فکر کرنے والے پر واجب ہے کہ جبکہ امارات باہم متعارض ہوں تو وہ ان کا لحاظ کرے اور رجوان میں سے راجح ہو جائے اسی جانب فیصلہ کرے۔

۲۔ وشهد شاهد من اهلها ان كان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكاذبين وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصدقين ٥ فلما رأى قميصه قد من دبر قال انه من كيدكن ان كيدكن عظيم ٥ [۱]

ترجمہ: "اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا۔ اور اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے۔ پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے۔

---

[۱] سورۃ یوسف آیات ۲۸، ۲۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



تو کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا۔"

اللہ تعالیٰ نے قمیص کے پھاڑنے کو دو جھگڑنے والوں میں سے ایک کے صدق پر قرینہ اور دلیل بنایا اور خاوند اسی قرینہ کے توسل سے یوسف علیہ السلام کی تصدیق اور اپنی بیوی کی تکذیب کے حکم تک پہنچا۔ یہ مشروعیت قرائن کی دلیل ہوئی اور اس قول کو شہادت اس بناء پر کہا گیا کہ اس کو یوسف علیہ السلام کے قول کے اثبات اور عورت کے قول کے ابطال میں ادا کیا گیا۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الولد للفراش وللعاھر الحجر۔

ترجمہ: بچہ بستر والے کے لیے ہوگا اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں۔

فراش قرینہ ہے میاں بیوی کے درمیان مخالطت مشروعہ زوجہ کے رحم میں زوج کے نطفہ داخل ہونے اور اس نطفہ سے جنین بننے پر۔ پس بچہ زوج کا ہوگا اور اس سے نسب ثابت ہوگا کیونکہ غالب یہی ہے کہ فراش کا تحقق مخالطت مشروعہ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا قرینہ کو اس کے قائمقام کر دیا گیا۔ پس فراش قرینہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرینہ کی بناء پر نسب کے ثبوت کا حکم فرمایا:

۴۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال اردت السفر الی خیبر فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت لہ انی ارید الخروج الی خیبر فقال اذا اتیت وکیلی فخذ منہ خمسۃ عشر وسقا فاذا طلب منک اٰیۃ فضع یدک علی ترقوتہ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے خیبر کے سفر کا ارادہ کیا پس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



خیبر کو جانے کا ارادہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میرے وکیل کے
کے پاس آؤ تو اس سے پندرہ وسق لے لینا۔ جب وہ تم سے کوئی نشانی طلب کرے تو
اپنا ہاتھ اس کی ہنسلی کی ہڈی پر رکھنا یہ علامت و قرینہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مال حوالے کرنے میں اس پر اعتماد فرمایا؛

۵۔ عن ابی عمر رضی اللہ عنہما قال اتی رسول اللہ صلی علیہ وسلم
اھل خیبر علی ان یجلوا منہا و لھم ما حملت رکابھم و لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الصفراء و البیضاء و الحلقۃ (وھی السلاح)
وقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و برءت منکم ذمۃ اللہ
وذمۃ رسولہ ان کتمتمونی شیئاً فغیبوا مسکا فیہ مال و حلی لحیی بن
اخطب کان احتمل معہ الی خیبر حین اجلیت النضیر۔ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعم حیی ابن اخطب ما فعل امسک حیی الذی جاء بہ
من النضیر۔ قال اذھبتہ النفقات والحروب۔ قال العھد قریب والمال
اکثر من ذلک فدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الزبیر فمسہ
بعذاب فقال قد رأیت حییا یطوف فی خربۃ ھھنا فذھبوا
فطافوا بہ فوجدوا المسک فی الخربۃ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کے پاس
آئے کہ ان کو جلاوطن کریں اور ان کے لیے وہ کچھ ہوگا جو ان کی سواریاں اٹھا لیں۔
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سونا چاندی اور ہتھیار۔ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ اگر تم نے مجھ سے کچھ چھپایا تو اللہ کا اور اس کے رسول کا ذمہ تم سے بری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہوگا۔ تو انہوں نے ایک کھال چھپا دی جس میں حی ابن اخطب کا وہ مال اور زیورات تھے جو وہ اپنے ساتھ خیبر لے آیا تھا جبکہ بنو نضیر جلاوطن کئے گئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حی بن اخطب کے چچا سے پوچھا اس کھال کا کیا بنا جو حی اپنے ساتھ نضیر سے لایا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ خرچوں اور جنگوں میں ختم ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمانہ تو قریب کا ہے اور مال اس سے بہت زیادہ تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو زبیر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جنہوں نے اس کو کچھ تکلیف دی تو وہ بول پڑا کہ "میں نے حی کو یہاں ویرانے میں گھومتے دیکھا ہے۔ صحابہ گئے اس کے ساتھ چکر لگایا اور کھال کو ویرانے میں پالیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے جھوٹ پر بوجہ قرب زمانہ اور کثرت مال کے قرینہ کے حکم فرمایا۔

۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن۔ قالوا یا رسول اللہ فکیف اذنہا قال ان تسکت۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے مشورہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ اس کی اجازت کیونکر ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا اس کا خاموش رہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری کی خاموشی کو اس کی رضامندی پر دلیل بنایا اور خاموشی و سکوت قرینہ ہی تو ہے۔

## تعیین جواز کے دلائل:

۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت راجما احدا بغیر بینۃ لرجمت فلانۃ فقد ظھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



منها الريبة فى منطقها و هيئتها و من يدخل عليها۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر بینہ کے رجم کرتا تو فلاں عورت کو رجم کرتا کیونکہ اسکی گفتگو اور ہیئت اور ان لوگوں میں جو اس کے پاس آتے ہیں تردد و کھٹک ہے۔

اگر قرائن پر عمل جائز ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت پر بوجہ زنا کی ان علامات کے جو اس عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ثابت ہوئیں ضرور حد قائم کرتے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل نہیں کیا۔ پس قرائن پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ قرائن نہ تو منضبط ہیں اور نہ دلالت میں پابند ہیں۔ بسا اوقات قرائن قوی نظر آتے ہیں لیکن پھر ان کو ضعف لاحق ہو جاتا ہے پس ان کے ذریعے سے حکم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

# قرائن سے حدود کا اثبات

اس میں فقہاء کے دو قول ہیں:

**قول اول:** قرائن سے حدود کا اثبات جائز ہے اور یہ مذہب مالکیہ اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق ہے۔

**حد زنا:** مثلاً ایک غیر شادی شدہ عورت جو کہ مقیم ہو اور پردیسی نہ ہو اور اس پر اکراہ و زبردستی کی کوئی علامت بھی نہ پائی جاتی ہو اس کو اگر حمل ہو گا تو اس پر زنا کی حد لگائی جائے گی۔ اس میں ان کا استناد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اُس اثر سے ہے جو ترمذی میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نے فرمایا" اس میں جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا تھا آیت رجم بھی تھی۔ پس ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور محفوظ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے رجم کیا۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ طویل گزرنے سے ایک کہنے والا یہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم اللہ تعالےٰ کی کتاب میں رجم (کی سزا) نہیں پاتے۔ پس وہ گمراہ ہوگا اس فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اور رجم کتاب اللہ میں حق و لازم ہے اس شخص پر (خواہ وہ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے) جس نے زنا کیا جبکہ وہ محصن ہو اور اس پر بینہ قائم ہو جائے یا حمل ہو یا اقرار ہو۔ ؎

اسی طرح انہوں نے ذیل کی روایت سے بھی استدلال کیا۔

علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے باہر نکلی۔ اس کو ایک شخص ملا جو اس عورت پر غالب آیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ وہ عورت چلائی اور وہ شخص چلا گیا اس عورت کے پاس سے ایک مرد گزرا اس عورت نے کہا اس مرد نے مجھ سے ایسا ایسا کیا ہے، صحابہ گئے اور اس شخص کو جس کے بارے میں اس عورت نے گمان کیا تھا۔ کہ اُس نے اِس سے زنا کیا تھا پکڑ لائے۔ اس عورت نے کہا۔ ہاں یہی وہ شخص ہے۔ تو صحابہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں حکم صادر فرمایا تو وہ اصل شخص جس نے واقعتہً اس عورت سے زنا کیا تھا کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ ! اس عورت کا مجرم میں ہوں۔ اس

---

؎ ترمذی — کتاب الحدود۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا "تو چلی جا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا (کہ بوجہ تیری عدم رضا کے تجھ پر کوئی گناہ نہیں) اور گرفتار شدہ شخص کے بارے میں اچھا قول فرمایا اور جس شخص نے زنا کیا تھا اس کے بارے میں فرمایا اس کو رجم کردو اور فرمایا تحقیق اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر (تمام) اہل مدینہ کرتے تو ان سے مقبول ہوتی[1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ روایت تہمتوں میں قرائن کے معتبر ہونے پر دلیل ہے اور یہی فقہاء مدینہ کا مذہب بھی ہے۔

**حد شُرب خمر:** مالکیہ اور حنابلہ قرینہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس شخص پر جس کے منہ سے شراب کی بو آتی ہو یا جس کے بارے میں ثابت ہو گیا کہ اس نے شراب کی قے کی ہے، اثبات حد کے قائل ہیں۔

**حد سرقہ:** حنابلہ کے نزدیک جس شخص پر چوری کی تہمت لگائی گئی ہو اس کے پاس سے اگر مال مسروقہ برآمد ہو تو اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ مال مسروقہ قرینہ ہے سرقہ پر۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بینہ اور اقرار سے بھی قوی تر ہے۔

مالکیہ کے نزدیک مال مسروقہ کا مالک کی حفاظت سے نکالنا اقرار یا قرائن احوال سے ثابت ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے مالک کی حفاظت میں سے نصاب سرقہ کئی موقعوں میں کر کے نکالا جب کہ یکبارگی نصاب سرقہ کی چوری اس کے لیے ممکن نہ تھی تو قرینہ سے دلالت حاصل ہوگی کہ وہ نصاب سرقہ کی چوری کا ارادہ رکھتا تھا اور مختلف موقعوں میں کر کے جو ایک نصاب چوری کیا تو محض مجبوری اور ممکن نہ ہونے کی بنا پر۔

**قول ثانی:** قرائن سے حدود کا اثبات جائز نہیں ـــــ یہ مذہب حنفیہ شافعیہ

---

[1] ابو داؤد۔ کتاب الحدود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



درحنابلہ کے ایک قول کے مطابق ہے وجہ ــــ (۱) حدود شبہات کی وجہ سے ٹال دیئے جاتے ہیں۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ادرءوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم لمسلم مخرجا فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ [1]

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دور کرو حدود کو مسلمانوں سے جہاں تک ہوسکے۔ پس اگر تم مسلمان کے لیے نکلنے اور بچنے کی کوئی راہ پاؤ تو اس کا رستہ چھوڑ دو کیونکہ امام کا درگزر میں خطا کرنا سزا میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔

حد زنا کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں بغیر بینہ کے کسی کو رجم کرنے والا ہوتا تو فلانی عورت کو رجم کی سزا دیتا کیونکہ اس کی گفتگو، ہئیت اور جو لوگ اس کے پاس آتے ہیں ان میں شک و قلق ہے۔

حد شرب خمر کے متعلق درمختار میں یوں تحریر ہے:

(ذا اخذ) الشارب و (ریح ما شرب) من خمر أو نبیذ فتح فمن فسر الرائحۃ علی الخمر فقد قصر (موجودۃ) خبر الریح وھو مؤنث سماعی غایۃ (الا ان تنقطع) الرائحۃ لبعد المسافۃ وحینئذ (ف) یحد ان شھدا بالشرب طائعا ویقولا اخذناہ وریحھا موجودۃ

---

[1] ترمذی۔ کتاب الحدود۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(ولا يثبت) الشرب (بها) بالرائحة (ولا بتقايئها بل بشهادة رجلين يسألهما الامام عن ماهيتها وكيف شرب) لاحتمال الاكراه (ومتى شربه) لاحتمال التقادم (واين شرب) لاحتمال شربه في دار الحرب . . . (أو) يثبت (باقراره) مرة لـه

ترجمہ: پینے والا جب پکڑا جائے اور حالت یہ ہو کہ پی ہوئی شراب یا نبیذ کی بو موجود ہو۔ اور پینا ثابت نہیں ہوگا بو کی وجہ سے اور نہ اس کے قے کی وجہ سے بلکہ دو مردوں کی گواہی کی وجہ سے کہ امام ان سے پی ہوئی چیز کی ماہیت کے بارے میں سوال کرے گا اور یہ کہ کیسے پی؟ بوجہ احتمال اکراہ کے اور کب پی؟ بوجہ احتمال تقادم کے اور کہاں پی؟ بوجہ دار الحرب میں پینے کے احتمال کے یا پینا ثابت ہوگا اس کے ایک مرتبہ کے اقرار سے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اپنے حاشیہ ردالمحتار میں بُو کے بارے میں لکھا کہ کبھی یہ غیر خمر سے بھی پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک شعر میں کہا گیا ؎

یقولون انک قد شربت مدامة　　　فقلت لهم لا بل اکلت السفرجلا

ولا بتقائیها پر علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں لکھا — بوجہ اس احتمال کے کہ اس نے شراب بوجہ اکراہ یا اضطرار کے پی ہو۔ پس حد واجب نہیں ہوگی شک سے اور مصنفؒ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر کوئی نشہ میں مدہوش پایا جائے تو اس پر بغیر اقرار یا بینہ کے حد نہیں لگائی جائے گی بوجہ ان احتمالات کے جو ہم نے ذکر کئے یا یہ کہ کسی مباح چیز سے اس کو نشہ آگیا ہے۔ لیکن مجرد بو یا نشہ کی وجہ سے اس کو تعزیر دی جائے گی جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

نیز لکھتے ہیں کہ ثبوت شرب کو بینہ اور اقرار میں محصور کرنے میں اس بات پر دلیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہے کہ جس کے گھر میں شراب پائی جائے اور وہ فاسق بھی ہو یا ایک جماعت کو شراب پر مجتمع پایا جائے اور کسی نے ان کو پیتے ہوئے نہ دیکھا ہو تو ان پر حد جاری نہیں کی جائے گی بلکہ صرف تعزیر کئے جائیں گے ۔

## قرائن سے اثبات قصاص

جمہور فقہاء نے قصاص کے باب قسامت میں قرائن کی مشروعیت پر اتفاق کیا ہے ۔ البتہ اس باب کے علاوہ میں وہ دو مختلف قول پر ہیں

قول اول : ابن فرحونؒ نے قصاص کے وجوب میں عمل بالقرائن کے جواز کا قول کیا ہے اور مجلۃ الاحکام والاقضیہ ذکر کیا ہے[۵] جیسا کہ اس طرف حنفیہ میں سے ابن الغرس اور ابن عابدین گئے ہیں اور مجلۃ الاحکام نے اس کی تصریح کی ہے ۔ مالکیہ میں سے ابن فرحونؒ اور حنابلہ میں سے ابن قیم نے اس کا قول کیا ہے ۔ آپس کے اختلاف کے باوجود حنفیہ کا عمل خون میں نکول پر ہے (کسی محلہ میں کوئی لاش پائی جائے اور قاتل معلوم نہ ہو تو اہل محلہ میں سے پچاس سے قسم لی جائے گی ۔ قسم سے باز رہنا نکول ہے )

پس امام ابو حنیفہؒ نے نکول کی وجہ سے جان سے کم میں قصاص کو ثابت کیا اور صاحبین نے نکول کے سبب سے جان اور جان سے کم میں تاوان کو واجب کیا اور قضاء بالنکول قضاء بالقرائن ہی سے تو عبارت ہے کیونکہ ناکل (قسم سے باز رہنے والا) یا تو حمایت کرنے والا ہوگا یا اقرار کرنے والا ہوگا اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو وہ واجب

---

۵ مجلۃ الاحکام : م ۱۷۴۱، دیکھو ص ۲ ۔ تحت عنوان قرائن کی انواع ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کو قائم کرنے کے لیے اور اپنے نفس سے نقصان کو دور کرنے کے لیے قسم کھانے کا اقدام کر بیٹھتا۔

قول ثانی: عمل بالقرائن جائز نہیں۔ جمہور فقہاء اسی طرف گئے ہیں خون کے معاملہ میں احتیاط کی بناء پر، نیز عقوبت و سزا میں خطا کی بہ نسبت عفو میں خطا کے بہتر ہونے کے باعث علاوہ ازیں شبہ کی بناء پر ٹالنے میں قصاص کو حدود پر قیاس کرنے کی وجہ سے۔

## حدود و قصاص کے علاوہ دیگر معاملات میں اثبات بالقرائن

قرائن کا استعمال معاملات مالیہ اور احوال شخصیہ میں کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو مثلاً نسب اور وقف خواہ حقوق العباد سے جیسا کہ عقد نکاح میں اور الفاظ طلاق اور بیوع اور تبرعات وغیرہ میں۔

اثبات بالقرائن کی مشروعیت کے عنوان کے تحت یہ بات گزر چکی ہے کہ فقہاء متعدد واقعات میں قرائن پر عمل کرتے ہیں اور ان کو احکام کی علت بناتے ہیں اگرچہ ان کی مشروعیت کی تصریح نہیں کرتے اور اسی لیے انہوں نے قرائن پر عمل کرنے کا کوئی ضابطہ بھی وضع نہیں کیا۔ چنانچہ ہر فقہی مذہب میں نظر آئے گا کہ ایک حکم کے استنباط میں یا بینہ کی ترجیح میں ایک قرینہ کا سہارا لیا جاتا ہے اور بعض حالات میں قرائن کو کسی اور قرینہ کی وجہ سے چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔ فقہی مذاہب بعض حالات میں تو متفق ہیں اور بعض میں مختلف ــــ بہرحال فقہاء معاملات اور احوال شخصیہ میں دلیل کے نہ ہونے کی صورت میں اور ایسی نص کی عدم موجودگی میں جو قرائن کے استعمال کو منع کرتی ہو اثبات بالقرائن پر عمل کرتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# متفق علیہ قرائن

۱- جب ایک سواری پر سوار اور اس کی نکیل تھامے ہوئے شخص اس سواری کی ملکیت میں اختلاف کریں تو سوار کے حق میں فیصلہ دیا جائے گا۔

۲- رکاز (دفینہ)۔ اگر اس پر کفر کی علامات اور جاہلیت کے نقش ہوں تو وہ رکاز ہوگا اور اس میں بیت المال کے لیے خمس واجب ہوگا اور باقی کا مالک اس دفینہ کا پانے والا ہوگا ــــ یہ اس لیے کہ یہ علامات اور نشانات قرینہ ہیں اس کے زمانہ جاہلیت میں اور کفار کی جانب سے دفن کرنے پر۔ اور اگر اس پر مسلمانوں کی علامتیں پائی جاتی ہوں مثلاً شہادت، یا آیت قرآنیہ یا کسی مسلمان حکمران کا نام تو اس میں لقطہ کا حکم جاری ہوگا بوجہ اس بات پر واضح قرینہ کے کہ یہ کسی مسلمان کی ملک تھا پھر اس نے اس کو دفن کیا تھا یا اس سے یہ گم ہوگیا تھا۔

۳- تمام مذاہب اس پر متفق ہیں کہ شب زفاف میں دولہا کے پاس جو عورت لائی جائے گی اس سے مباشرت کرنا جائز ہے اگرچہ دو عادل گواہوں نے اس بات کی شہادت نہ دی ہو کہ یہی وہ عورت ہے کہ جس سے عقد منعقد ہوا ہے ــــ کیونکہ اس عورت کو بنا سنوار کر لے جانا اس بات پر شاہد ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے، بوجہ عادۃً ایسے معاملہ میں عدم دھوکہ کے۔ فقہاء نے اس حکم کو قاطعہ شمار کیا ہے، عرف عادت کے جاری ہونے کی بنا پر۔

۴- عورت زنا میں اکراہ کا دعوٰے کرے اور اس پر زبردستی کے آثار ہوں یا چیخنا چلانا پایا گیا ہو تو اس قرینہ کی وجہ سے عورت پر سے حد ساقط ہوگی۔[۱]

---

[۱] شرح المجلہ خالد الاتاسی م ۱۷۴۱۔ مطبوعہ کوئٹہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



Dr. Zakir Hu...

# مختلف فیہ قرائن

۱۔ حنفیہ اور بکیہ نے خلوت سے مہر کامل کے واجب ہونے کا قول کیا ہے۔ پس جب مرد اپنی بیوی سے خلوت کرے اور پردے وغیرہ گرا دے یا دروازے بند کر دے پھر اس کو طلاق دیدے تو اس پر مہر کامل کی ادائیگی کا حکم لگایا جائے گا۔ اگرچہ وہ صحبت کا منکر ہو کیونکہ عرف و عادت میں پہلی مرتبہ کی خلوت صحیحہ میں مرد بغیر صحبت کئے نہیں رہتا۔

۲۔ مرض موت — حنفیہ وغیرہ نے مرض موت کو قرب موت پر قرینہ بنایا ہے اور اس قرینہ کا لحاظ کرتے ہوئے انہوں نے اس احتمال پر کہ مرض موت میں مبتلا مریض بعض ورثہ کو دوسرے پر ترجیح دینا چاہتا ہو اس مریض کو اقرار وغیرہ جیسے تصرفات سے بالکل روک دیا ہے اور ہبہ و وصیت جیسے تصرفات کو صرف ایک تہائی مال میں جاری کیا۔

۳۔ بیع بالتعاطی — یعنی یہ کہ بغیر زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ نکالے سودا اٹھانا۔ اور اس کی قیمت بیچنے والے کے ہاتھ پر رکھ دینا۔ یہ بیع منعقد ہوگی بوجہ قرینہ کے کیونکہ متعین قیمت پر سودا سامنے رکھنا ایجاب کے قائمقام ہوگا اور مشتری کا قیمت ادا کرنا اور بیچنے والے کا سودے کو سپرد کر دینا قائمقام قبول کے ہوگا۔

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ نے اس بیع کے صحیح ہونے کا قول کیا ہے۔

حنفیہ میں سے متقدمین نے قلیل و حقیر اشیاء میں اس بیع کو صحیح قرار دیا البتہ متاخرین نے ہر شئی قلیل و کثیر میں اجازت دی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



شافعیہ نے اس بیع سے منع کیا سوائے خسیس و قلیل اشیاء کے بوجہ عرف ورواج کے۔

---

نوٹ: مضمون کے درمیان ہی میں بعض اقتباسات کے حوالے دے دیئے گئے ہیں بقیہ پورا مضمون الدکتور محمد مصطفیٰ زحیلی کی کتاب "وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ" کی فصل خامس بابت "الاثبات بالقرائن" سے ماخوذ ہے[1]

مؤلف

---

[1] مطبوعہ بیروت۔

© rasailojaraid.com